حق حق حق

الف اللہ کو یاد کر جو گھٹ گھٹ ہے بھرپور — احمس کارن احد نے اپنا کیا ظہور
ث ثابت رہ سانچ پر سانچ بڑا بیوپار — منہ کالا کر جھوٹ کا جس کھویا سنسار

تذکرہ

قطب الاقطاب

سید محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ المعروف سید میران بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری

ندوۃ الاصفیاء، تغلق روڈ، ملتان

جملہ حقوق بحق ندوۃ الاصفیاء ملتان محفوظ ہیں

ناشر ——— ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان شہر
تحریر ——— خلیفہ محمد یونس صابری صاحب
زیر نگرانی ——— بزم صابری ملتان
سال اشاعت ——— نومبر ۲۰۰۰ء شعبان المکرّم ۱۴۲۱ھ
کتابت ——— ٹریکس انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر سائنس ملتان (چوک کچہری)
مطبع ——— منزل آرٹ پریس (لوہاری گیٹ) ملتان

قطب الاقطاب حضرت سید محمدؒ سعید المعروف سید میراں بھیکھؒ چشتی صابری کے سالانہ عرس مبارک منعقدہ ۹، ۱۰، شعبان المکرّم ۱۴۲۱ھ مطابق ۶، ۷ نومبر ۲۰۰۰ء کے موقع پر اعزازی طور تقسیم کی جائے گی۔ بعد ازاں بذریعہ ہدیہ حاصل کی جا سکے گی۔

شعبہ اشاعت

ندوۃ الاصفیاء تغلق روڈ ملتان شہر

ان ایام کا ذکر ہے جب اسلام کا آفتاب عالم تاب دنیا کو تقریباً پانچ
و سال سے منور کر رہا تھا اور اسکی کرنیں افریقہ اور سپین کے راستے
ررپ اور دوسری طرف ایران مکران کے راستے افغانستان اور ہند تک
رہیں تھی۔ دربار مصطفیٰؐ سے حکم پا کر آنحضرتؐ کا پیغام لیے ہوئے لوگ
ن دیار میں اپنا مقام ولایت تلاش کرتے ہوئے پہنچ رہے تھے۔

ترمذ میں حسنی، حسینی، چشم و چراغ سید احمد بن سید حمراء رہائش
زیر تھے رئیس وقت، بارہ ہزار کا لشکر دلاور اور شوق شہادت سے سرشار ہر
قت ان کی خدمت میں موجود تھا جو ان کے پسینہ پر اپنا خون بہانا باعث
واب سمجھتا تھا۔ یہ حضرت خود بھی صاحب کشف و کرامات، صاحبدل اور
سورد الطاف رحمانی تھے۔

حضرت سید احمد ترمذیؒ کو اللہ تعالی نے تین فرزند عطا کیے تھے
یک دن سید احمد ترمذیؒ کو دربار رسالتؐ سے حکم ہوا کہ دستار امانت اپنے
سر زید کے سپرد کر دیں۔

خورد سال طفل مکتب کو رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کے حکم
کے مطابق ولی عہد مقرر کر دیا گیا۔

بار امانت جسے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں نے اٹھانے سے
معذوری ظاہر کی تھی جسے حکم پانے پر آدم اور اولاد آدم نے ہر زماں اور ہر
مکاں پر اٹھایا ہے۔

مکتب اور تعلیم و تربیت سے فارغ ہوئے حضرت زیدؒ کو دربا

رسالتؐ سے اشارہ ملا اے میرے فرزند گلستان سے نکل کر ہی پھول کی قدر و قیمت اور شناسائی ہوتی ہے آپ اپنے ہمراہیوں اور ساتھیوں سمیت سرزمین ہند کی طرف چلے جائیں کیونکہ ہندوستان ہی آپ کا وطن قرار دیا جاچکا ہے وہاں پر غازیان اسلام ظاہری طور پر جاکر اپنی حکومت کی بنیاد رکھ چکے ہیں۔ دہلی میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے روحانی دنیا کی فرماروائی کے لیے کوشش کریں۔ دربار رسالتؐ پناہ نے آپ کو مقام کی شناخت کے لئے ہدایات اور نشانیاں عطا فرمائی۔

حضرت زیدؒ اپنے ہم رکاب لوگوں کو لیکر سرزمین ہند کی طرف روانہ ہوئے منازل طے کرتے ہوئے دہلی کے نزدیکی علاقہ موجودہ ہریانہ میں ضلع حصار، کرنال گھومتے رہے دھر قیام کیا دربار نبویؐ میں حاضری کے وقت اصل مقام کا پھر اشارہ ہوا۔ جب آپؒ کا لشکر موضع سیمانہ میں اترا۔ اور وہاں سے چلنے لگا تو وہ تمام نشانیاں جو بارگاہ نبویؐ سے سمجھائی گئی تھیں ظاہر ہوئیں اور آپ (حضرت زیدؒ) نے یہیں قیام کا اعلان فرمادیا۔

"ہمارا مرنا جینا، کھانا کمانا سب اسی علاقہ میں ہے۔ **ولکم فیھا معایش**"

یہ علاقہ غیر مسلم ہندوؤں کا تھا وہاں کے باشندوں کے سردار کا نام سیمانہ تھا اور اپنے ہی نام پر اس نے علاقہ کا نام رکھا ہوا تھا۔ سردار نمبردار سیمانہ کو بھی معلوم ہوا کہ کچھ غیر ملکی یہاں تجارت کرتے پھرتے ہیں مگر اب ان کا واپس جانے کا خیال نہیں۔ یہاں کے قدیم باشندوں نے انہیں مختلف حیلوں بہانوں سے چلے جانے کو کہا مگر لشکر اسلام تو اپنی ایک لگن میں

لمن ہو کر پہنچا تھا نوبت ایک دوسرے سے قتال کی آئی۔

حضرت زیدؒ نماز پڑھتے ہوئے شہید ہوئے ان کے بعد سید محمدؒ میر سالار قافلہ ہوئے یہ زمانہ دہلی کی ظاہر حکومت میں خاندان غلاماں کے بانی قطب الدین ایبک کا تھا ضلع کرنال کے انہی علاقوں میں محمدؒ غوری اپنی کامیابی کا سکہ بٹھا چکا تھا۔ یہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں ابھی تک محمدؒ غوری گھوم رہا تھا۔ تاہم یہاں کے سردار اپنے آپ کو دہلی کی سلطنت کے خیر خواہ ظاہر کرتے تھے۔

حضرت زیدؒ کے جانشین سید احمد میر صاحب نے فیصلہ کیا کہ تمام واقعات بادشاہ دہلی کے سامنے پیش کیے جائیں اور اس غرض سے چار اصحاب دہلی آئے اور بادشاہ کو صاف صاف بتادیا کہ ہمیں یہاں آنے کا پروانہ دربار رسالتؐ سے ملا ہے ہمارے سردار حضرت زیدؒ شہر سے جمعہ کی نماز پڑھ کر آرہے تھے کہ راستہ میں انہیں شہید کر دیا گیا ہے ان لوگوں کی سرزنش کی جائے۔

اسی علاقہ کا ایک راجہ جو علاقہ گم تھلہ کا قابض تھا اس نے سیمانہ کی طرف سے سفارش کی اور سفارت کے ذریعے حکومت دہلی کو کہلوایا کہ یہ لوگ حکومت دہلی کے خلاف ہیں اور یہاں اپنی طاقت جمع کر کے دہلی پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس لشکر ہے اور یہ لڑاکے ہیں ہم نے ان کو روکا ہوا ہے ورنہ یہ بہت پہلے دہلی پر قبضہ کر لیتے دہلی کے بادشاہ پر ان باتوں کا اثر ہوا۔

وکلائے راجہ کو بادشاہ نے انعام دیکر واپس کر دیا اور چاروں سرداران اسلام کو زندان میں محبوس کر دیا۔ اسی دوران بادشاہ دہلی کی رسول مقبول ﷺ کے دربار میں خواب میں باریابی ہوئی اور حکم ملا میرے فرزند سید حامد، سید حسین، سید شاہ محمدؒ، سید شہاب الدین ترمذی ظاہراً امداد اور عدل کے لئے آئے مگر انہیں محبوس کر دیا؟

بادشاہ گھبرا کر اٹھا زندان خانہ میں گیا۔ صاحبزادگان سردی کے موسم میں آگ کے گرد بیٹھے ہوئے تاپ کر رات گزار رہے تھے۔ ملاقات پر حالات معلوم کر کے بادشاہ نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا معافی مانگی صاحبزادگان نے فراخدلی سے معاف فرمادیا بادشاہ نے اپنی ایک لڑکی کی شادی صاحبزادگان میں سے ایک صاحبزادہ سید شہاب الدین سے کی اور شایان شان جہیز اور لشکر دیکر روانہ کیا۔ یہ لشکر، داماد، لڑکی اور دوسرے صاحبزادگان کے ہمراہ روانہ ہوا۔

یہ سفارت ابھی دہلی ہی تھی کہ پیچھے لشکر اسلام میں سید زیدؒ شہید کے صاحبزادے سید شاہ سلیمان (کفار شکن) نے طبلِ جنگ بجایا اور کفار سے جو بھی مقابلہ کے لئے تیار ملا اسے قتل کر دیا حضرت سلیمانؒ راجہ گم تھلہ کو اس کے کیے کی سزا دینے کے لیے آگے بڑھے راجہ حضرت سید سلیمان کے روبرو خود پیش ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔

سید سلیمان کفار شکن نے تمام مفتوحہ علاقہ کا نام سیوانہ رکھا۔ اور تمام حالات لکھ کر اپنے بھائیوں کے پاس دہلی بھیج دیئے ادھر شہاب

لدین اور دیگر بھائی لشکر اور شادی کرا کر واپس آرہے تھے کہ راستہ میں
ںالات معلوم ہوئے۔ تو انہوں نے ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے
د شاہ دہلی کا لشکر واپس کر دیا۔

بادشاہ فتوحات کا حال سن کر خود معہ حشم و خدام صاحبزادوں سے
ا قات کے لیے آیا۔ واپسی پر اپنی بیٹی کو شاہ زادہ سید شہاب الدین کو
رمان بر داری کی تلقین کی اور موضع کوملہ بطور وطن بنام سید شہاب الدین
ھ دیا۔ اور کوملہ کے گوجروں اور دوسری رعایا کو دہلی میں جگہ دی۔
حضرت زیدؒ شہید ترمذی کی اولاد اور پھر ان کے خاندان نے سیوانہ
سوانہ) میں رہائش اختیار کر لی اسی نسبت سے سوانہ کے سید یا سوانیے
ہلانے لگے۔ انہی حضرت زید ترمزیؒ کی اولاد میں گیارہویں پشت میں
حضرت مولانا محمدؒ یوسف ترمذیؒ سوانیہ اور پھر انہی کے فرزند ارجمند قطب
لاقطاب حضرت سید محمدؒ سعید عرف سید میراں بھیکھؒ ہوئے ہیں۔

حضرت زید ترمذیؒ سے یہ نسبت پندرھوں مقام پر حضرت علی
ضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ الزہرا بنت حضرت محمدؐ الرسول اللہ ﷺ سے
ں جاتی ہے۔

والدہ محترمہ کی طرف سے سلسلہ نسب سادات ساڈھورہ سے اور
ہر سید سلیمان کفار شکن سے مل جاتا ہے۔

آفتاب ولایت، بدر ہدایت حضرت سید محمدؒ سعید عرف حضرت
براں سید بھیکھؒ (بھی + کھ) کا خاندان جب ہندوستان آکر آباد ہوا اس

وقت ان علاقوں میں مختلف مقامات پر ہر چہار سلاسل کے اولیاء اللہ تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ اوچ، ملتان میں سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ کے درویش اپنے اپنے مقام پر کام کر رہے تھے اجودھن (پاکپتن) دہلی ہانسی، کلیر میں خاندان چشت اہل بہشت مصروف عمل تھا۔

دہلی سے آگے وسط ہند میں اس کام کی مزید ضرورت تھی لوگ اسلام قبول کرتے تھے مگر اس علاقہ کی رسومات کو ساتھ لے کر زندگی گزارنا چاہتے تھے امراء لوگ ان صوفیاء اور مبلغین کے پیش کئے ہوئے اسلام پر اچھی طرح عمل نہیں کرتے تھے جس سے معاشرے میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جاتی تھیں۔

بادشاہان دہلی بھی حالات اور ضروریات کے تحت اپنے حق میں اسلام کے غلط معانی اور مطالب نکال کر اپنا کام نکالتے تھے۔ اس خرابی کا سبب ان امراء اور بادشاہوں کے حاشیہ بردار اہل علم تھے۔ جبکہ ان علاقوں کے مبلغین جو اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام تھے حالات معاملات میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے احکام کو سامنے رکھ کر گفتگو اور عمل کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ انہیں ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد اور دربار رسالتؐ سے مناسب ہدایت مل جاتی تھی۔

طریق خداوندی ہے کہ مخلوق کو ہدایت کے لیے ہر زمانہ میں لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں خاتم المرسلینؐ کے بعد یہ کام اولیاءِ امت کرتے آئے ہیں اور یہ کام انشاء اللہ رہتی دنیا تک ہوتا رہے گا چنانچہ 1046ھ

مطابق 1629ھ تاریخ 9 رجب بروز پیر سید محمدؒ یوسف ترمذیؒ سیوانیہ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا جس سے مخلوق خدا کی تعلیم کا کام لیا جانا تھا۔ بچہ کا نام مبارک محمدؒ سعید رکھا گیا۔ جو بعد ازاں میراں شاہ بھیکھؒ کے اسم سے جانے گئے۔

حضرت میراں بھیکھؒ تقریباً دس سال کی عمر میں یتیم ہو گئے والدہ صاحبہ نے آپؒ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی آپؒ کو اخوند فرید صاحب کی خدمت میں برائے تعلیم بھیجا۔

انہی دنوں پیکر فضل و کمال حضرت شیخ جلال قدس اللہ سرہ کا اس علاقہ سے گذر ہوا ان کی نظر میراں بھیکھؒ پر پڑی جو اپنے ہم عمروں میں کھیل رہے تھے۔ حضرت جلالؒ نے بچوں کو بلوایا سب سے باری باری حالات پوچھے شیخ جلال کے حاشیہ برداروں نے ہر بچہ کے متعلق بتایا حضرت شیخ جلالؒ کو حضرت بھیکھؒ کا بھی بتایا گیا انہوں نے اخوند فرید کو بلوایا اور حضرت میراں بھیکھؒ کے متعلق فرمایا کہ اسکا خیال رکھیں یہ بچہ قطب ہونے والا ہے ساتھ ہی شیخ جلالؒ نے اخوند فرید صاحب کو پانچ روپے پیش کیے۔

حضرت میراں بھیکھؒ نے اسی زمانہ میں اخوند فرید صاحب کے مکتب سے بہت جلد تکمیل کی جبکہ ان سے پہلے آئے ہوئے یا ان کے ہم مکتب بہت پیچھے رہ گئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپؒ جب یتیم ہوئے تو انہوں نے گھر سے نکل کر جنگل میں خلوت اختیار کر لی اگرچہ ان کے بھائی جان محمدؒ انہیں

گھر لائے مگر ان کی طبیعت نہ لگی والدہ سے اجازت لے کر کہڑام آئے اور قانون گویوں کے مکتب میں جناب اخوند فرید کے شاگرد ہوئے۔

اسی دوران ایک منجم کا اس مدرسہ سے گذر ہوا۔ اس نے اپنے علم کی رو سے حضرت بھیکھؒ کے متعلق اعلان کیا کہ یہ طالب علم بڑا ہو کر اس شان کا ہو گا کہ اس کے چاروں طرف بادشاہوں کی طرح لوگوں کا ہجوم ہو گا۔

اس مدرسہ سے فراغت کے بعد حضرت میراں بھیکھؒ میاں محمد قاسم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں نلوی گئے وہاں پر ایک سال سے کچھ کم عرصہ رہے یہاں پر آپ کے ذمہ نمازیوں کے لیے پانی گرم رکھنے اور الاؤ جلائے رکھنے کا کام تھا اس کے لیے جنگل سے ایندھن بھی لاتے تھے۔

قاسم شاہ صاحب اپنا رہائشی مکان بنوانے کے لیے سامان اکٹھا کر رہے تھے ایک شہتیر لانے کے لیے آپ کے شاگرد اور مرید گئے مگر وزنی تھا نہ لا سکے میراں بھیکھؒ نے کہا مجھے بھی لے چلو میں ذرا زور لگا دیکھوں دوسرے لوگوں کے ساتھ جب جا کر شہتیر دیکھا تو سب کو الگ کر دیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہوئے اکیلے ہی اٹھا لائے جب شہتیر دیواروں پر رکھنے لگے تو معلوم ہوا وہ چھوٹا ہے مگر میراں جیؒ نے ورد کرتے ہوئے شہتیر رکھا تو وہ پورا تھا۔

یہ حالات دیکھ کر حضرت قاسم شاہ صاحب نے میراں جیؒ سے کہا کہ آپ کا حصہ کہیں اور ہے تلاش کریں حضرت نے عرض کی کہ آپ مجھے

فرمائیں کہ کن بزرگ کے پاس جاؤں شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مجھے آثار و عنوان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا حصہ حضرت شاہ ابو المعالیؒ عطا فرمائیں گے۔

شاہ محمد قاسمؒ صاحب سے رخصت پا کر شاہ سجاول اور میاں شیخ ضیاء کی وساطت سے حضرت شاہ ابو المعالیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تعارف کے بعد حضرت میراں بھیکھؒ شاہ ابو المعالیؒ کی ارادت میں داخل ہوئے۔ حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے میراں بھیکھؒ کو مرید کیا آداب بیعت سکھائے یاد الٰہی کے لیے امر کیا۔

حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے بیعت اور تعلیم کے بعد انہیں رخصت کیا میراں جی اجازت کے بعد واپس نلوی آئے تین دن بے ہوش رہے منہ سے کف جاری رہا طبیعت درست ہونے پر کھہڑام آکر محمد فاضل قانون گو کی مسجد میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصے بعد ایک دوسری مسجد میں رہائش اختیار کی پہلے یہ مسجد ویران تھی آپؒ نے یہاں آکر دوبارہ تعمیر کرائی۔ ایک مدت دراز تک آپؒ نے رات روزانہ اشغال میں گذاری اور دن بھی بلا آرام گذار دیتے تھے۔ جسمانی طور پر نہایت لاغر ہو گئے۔

آپ کے احباب اور بھائی جان محمدؒ رحمت اللہ، حاجی ہیبت اللہ شیخ موسیٰ وغیرہ سناتے ہیں کہ حضرت ابو المعالیؒ نے بیعت کے بعد رخصت ہوتے وقت انہیں حکم دیا تھا کہ کھہڑام میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاؤ یہاں آنے کا ارادہ بھی نہ کرنا جب موقع ہوگا ہم خود آجائیں گے یا بلا لیں

گے چنانچہ آپؒ (حضرت میراں جیؒ) نے بموجب فرمان مسجد میں قیام فرمایا دِن رات یادالٰہی میں مشغول رہے صبح سے شام اور شام سے دوسری صبح ہو جاتی تھی نماز باجماعت کے لیے تکبیر کی آواز سن کر آجاتے تھے اور فرض ادا کر کے پھر حجرے میں چلے جاتے بقایا نماز وہیں ادا کرتے تھے۔ یہ بات تصدیق شدہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت میراں جیؒ دن رات کے دوران ذکر بالجہر چالیس ہزار مرتبہ روزانہ کرتے تھے۔ اس دوران آپ دوسرے تیسرے دن ایک سوکھی روٹی بھگو کر کھاتے تھے۔ جو ان کا پیر بھائی نظام چوڑی فروش پہنچاتا تھا۔ کبھی کبھی حضرت میراں جیؒ رات کے وقت باہر نکلتے تھے کوڑے کے ڈھیروں اور گلی کوچوں سے گرے پڑے کپڑے کے ٹکڑے لے آتے تھے اور جب دوپہر کو فرصت کا وقت ملتا تو انہی کپڑوں کو صاف کر کے اپنی گودڑی اور پھٹے ہوئے کپڑوں کی مرمت کر لیتے تھے۔

اسی طرح ذکر اذکار، فقر و فاقہ اور تخلیہ میں زندگی کے بارہ سال گذار دیئے بس ملاقات اسی نظام الدین چوڑی فروش سے رہی۔

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ خود تشریف لائے حضرت میراں جیؒ نے بازار میں ان کا استقبال کیا شیخ نے مرید پر نظر ڈالی اور فرمایا "میراں جیو یہ کیا حالت ہے لباس پر اس قدر جوڑ کہ اصل دکھائی ہی نہیں دیتا، جسم نہایت کمزور، ہر امر میں اس قدر مبالغہ ایسے ضعیف اور کمزور ہو گئے ہو"

جواباً عرض کی "تاکہ خلق خدا کو فقیر دکھائی دوں"

"نہیں بلکہ آپؒ تمام مخلوق میں معزز ترین دکھائی دیں جو حقیقت میں آپؒ کی شان ہے ملک اور عالم کو اپنی نگاہ سے پہچانو"

آپؒ نے وہ گودڑی اور لباس اتار کر رکھ دیا جو آپؒ کے وصال کے بعد تبرکات میں شامل کر لیا گیا۔

حضرت میراں بھیکھؒ نے واردات بتاتے ہوئے اپنا ایک واقعہ جوگی بابا کو سنایا کہ بیعت سے پہلے حبس دم کی مشق تھی۔ ایک سانس صبح دوسرا شام اور ایک دم میں دس پندرہ کوس سفر طے کر لیتا تھا جس وقت سے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور انہوں نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے مجھے بیان سے باہر لذت محسوس ہوئی ہے اور دوسرے تمام کسب اور شغل دل سے محو ہو گئے ہیں اور کسی دوسری چیز کی حاجت محسوس نہیں ہوتی۔

جس زمانہ میں حضرت میراں بھیکھؒ کہڑام میں ریاضت میں مشغول تھے انہی ایام کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ خود عالم استغراق میں رہتے تھے اور امور خانہ داری کی طرف بہت کم توجہ دیتے تھے ایک دن آپؒ کو موقعہ پا کر امور خانہ اور رہائشی مکان کی مرمت کی طرف متوجہ کرایا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ میر انجیوؒ کو کہنا چاہیے۔

چنانچہ بی بی صاحبہ نے کہڑام سے عبدالمومن صاحب کی معرفت بلا بھیجا میراں جی حجرہ میں معتکف تھے مگر حکم پا کر اٹھ چل دیے مرشد کے حضور حاضر ہوئے عبدالمومن نے پکار کر توجہ مبذول کرائی اور عرض کیا

کہ آپؒ کے حکم کے مطابق میراں جیؒ حاضر ہیں۔ حکم ہوا کہ اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ۔

حضرت میراں جیؒ اندر چلے گئے اور انہیں بتایا گیا کہ لڑکی کی شادی کا کام نزدیک ہے مگر یہاں سامان تو کہاں مکان بھی ٹوٹا پھوٹا پڑا ہے۔ حضرت میراں جیؒ نے ایک دو صاحبوں کو ساتھ لیکر تعمیر اور مرمت کا کام شروع کر دیا۔ رات دن اسی کام میں مصروف رہنے لگے اس سے پہلے مجاہدہ اور یاد الٰہی میں مصروف تھے خوراک بہت تھوڑی تھی جسم بہت دبلا ہو گیا تھا اب جسمانی مشقت بھی کرنی شروع کر دی اور اس کے ساتھ جاری روزہ اور شب و روز کے ورد بھی جاری رکھے خوراک وہی ابلی ہوئی بلا نمک مونگ کی دال۔

چار دیواری کمروں کی دیواریں مکمل ہوئیں تو جنگل سے لکڑی لانا شروع کی اور درست کر کے شہتیر کڑیاں اور چھتیں تیار کیں اور روزانہ موقع ملنے پر حضرت پیر و مرشد کے حضور بھی حاضری تھی۔ کام کی تکمیل پر جب حضرت شاہ ابو المعالیؒ کی خدمت میں تمام واقعات اور حالات پیش کیے گئے تو آپؒ نے حضرت میراں جیؒ کیلئے دعا فرمائی اے اللہ بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس درویش سے سرخرو فرما۔

حضرت شاہ ابو المعالیؒ کے اسی استغراق کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک بار آپؒ سات یوم تک محو استغراق رہے اور اور صاحبزادے درویش فقیر عیال و اطفال کیلئے کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔

سات دن بعد سہارن پور کے کچھ باشندے ان کی خدمت میں آئے اور تقریب کا بہانہ کر کے حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کو کل جماعت کے ہمراہ سہارن پور لے گئے وہاں لے جا کر قسم قسم کے کھانے پیش کئے۔ حضرت میراں جیؒ کے ذمے کھانا کھلانے کا کام تھا۔ میراں جیؒ کھانا کھلانے کا کام نہایت تن دہی سے کیا خود کچھ نہ کھایا بلکہ کھانا شروع ہونے سے قبل آپؒ نے میزبان کو اشارتاً کہا کہ کچھ کھانا الگ رکھ چھوڑنا۔ میراں جیؒ کو حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے اہل خاندان کی گذشتہ ہفتہ کی فاقہ کشی یاد تھی۔ مرشد نے جونہی کھانہ ختم کیا میراں جی نے شیخ کو عشاء کی نماز کا وضو کرایا اور ساتھیوں کو کہا کہ اب آپ سنبھالیں میں ایک دوسرے کام کو جاتا ہوں۔

میراں جیؒ نے وہ الگ رکھوایا ہوا کھانا جس میں پلاؤ بریانی روٹیاں حلوہ وغیرہ تھا سب کچھ لے لیا اور اپنی چادر میں باندھ لیا شوربے کی دیگچی سر پر اور باقی سامان کندھے پر رکھ کر انبیٹھہ کو روانہ ہوئے۔ تقریباً آدھی رات کے وقت مرشد کے گھر پہنچے۔ چراغ روشن کیا تمام خاندان کو کھانا کھلایا پانی پیش کیا سب چھوٹے بڑوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا میراں جیؒ نے برتن خالی کرائے گٹھڑی باندھ سر پر رکھی راتوں رات سہارن پور پہنچ گئے اور صبح کو وضو کے لیے مرشد کی خدمت میں روزانہ کی طرح حاضر تھے۔ سہارن پور اور انبیٹھہ کا فاصلہ (بارہ کوس۔ اٹھارہ میل) کم وبیش انتیس کلو میٹر ہے۔ اور یہ فاصلہ حضرت میراں بھیکھؒ نے ایک دن میں تین مرتبہ طے کیا۔ تاکہ مرشد کے عیال اطفال کی خدمت بجا لائیں۔ اور پھر مسلسل بیس دن تک

سہارن پور میں اسی طرح کی تقریبات کا سلسلہ جاری رہا آج ایک گھر کل دوسرے گھر اور حضرت شاہ ابو المعالیؒ سہارن پور میں مقیم رہے۔ اور میراں بھیکھؒ روزانہ رات کو اسی طرح کھانے کا سامان اور سالن کی دیگچیاں اٹھائے رات گئے انبیٹھ مرشد کے اہل خانہ کو پہنچا دیتے اور لطف یہ کہ صرف لے جانے والے اور حاصل کرنے والوں کو علم ہوتا دوسرے کسی کو معلوم نہیں۔

بیس روز بعد جب یہ سلسلہ منقطع ہوا اور حضرت شاہ ابو المعالیؒ واپس انبیٹھ تشریف لائے آکر گھر میں گذشتہ دنوں کی خوراک وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا تو صاحبزادگان نے عرض کیا کہ جو کھانے آپ تناول فرماتے تھے میراں بھیکھؒ روزانہ ہمیں بھی پہنچا جاتے تھے۔ اور ہم سیر ہو کر کھاتے تھے۔

حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے باری تعالی اس مقبول بندے کو اپنا اور زیادہ مقبول بنا اپنی بارگاہ کے خاص الخاص بندوں میں شمار کر اور اسے خاص نور سے منور کر دے اپنی معرفت کے رنگ میں رنگ دے تاکہ ہمیں بھی اس سید زادے کی طرف سے سرخروئی حاصل ہو۔

قصبہ انبیٹھ میں حضرت شاہ ابو لمعالیؒ کے گھر کی ایک دیوار قابل مرمت تھی حضرت مائی صاحبہ نے حضرت میراں جیؒ کو بلا کر دیوار کی مرمت کے لیے ارشاد فرمایا میراں جیؒ نے ایک معمار بلایا اور مرمت کا کام

شروع کر دیا۔ حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے ایک اور درویش کو حضرت میراں بھیکھؒ کے ساتھ رہنے کو کہا تاکہ ان کی تمام حرکات و سکنات کو نگاہ میں رکھے کوئی نئی بات ہو تو بتا دے۔

ایک دن میراں جیؒ کسی کام کو شہر سے باہر تشریف لے گئے پیر صاحب سے مقررہ درویش بھی پیچھے پیچھے تھا۔ جنگل میں ایک نہایت خوبصورت سوار نمودار ہوا۔ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر درویش ہوش و حواس کھو بیٹھا اور عالم بے خودی میں کچھ دیکھ سن نہ سکا ہاں گرتے گرتے اس نے اس قدر دیکھ لیا کہ حسین و جمیل سوار نے میراں جیؒ کو پانچ روپے دیئے ہیں۔ حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے اس درویش سے پوچھا ہم نے تمھارے زمے کام سونپا ہوا ہے۔ اس نے حضرت میراں بھیکھؒ کے متعلق دیکھا ہوا واقعہ بتا دیا عرض کیا کہ سوار کے حسن و جمال کو دیکھ کر بندہ بے ہوش ہو گیا تھا جب مجھے ہوش آیا تو سوار جا چکا تھا۔ یہ سن کر حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے کچھ دیر بعد حضرت میرں بھیکھؒ کو بلایا کہ دیوار اپنے ہاتھ سے مرمت کرنا چاہیے۔ امداد غیب حاصل کرنا مناسب نہیں۔ آپؒ خود جانتے ہو مجھے زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہیں اظہار معجزہ انبیاء کے لیے ضروری ہے ساتھ ہی خرق عادات کا چھپانا اولیاء اللہ پر فرض ہے۔

اولیاء را ہست قدرت ازالہ۔ تیر جستہ بازگرداننند زراہ

ترجمہ۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی طاقت دی ہوئی ہے کہ وہ کمان سے نکلا ہوا تیر (بندوق کی نالی سے نکلی ہوئی گولی) واپس کر سکتے ہیں

مگر اس معاملہ میں وہی بات روکتی ہے جو اے میرے بھیکھ آپ کو یاد کرائی ہے۔ یہ ہدایت سنی بس پھر میراں جیؒ نے دیوار اور عمارت کی تعمیر کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیا۔ اس ہدایت اور اس پر عمل کے باعث اس دیوار اور مکان میں برکات کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ اس کے ساکنین نہایت خوشحال اور خدائی برکات سے مالا مال ہیں۔ حضرت شاہ ابو المعالیؒ جب کہڑام آئے تو آپؒ کو پیراہن، کلاہ، جامہ اور چادر عنایت فرمائی۔

"بندہ کو اس لباس پہننے کی لیاقت نہیں" آپؒ نے عرض کیا۔ میں کہتا ہوں اور تم عذر کرتے ہو' حضرت ابو المعالیؒ نے فرمایا بحکم مرشد کامل آپؒ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

خلافت نامہ میں حضرت ابو المعالیؒ نے حضرت میراں بھیکھؒ سے فرمایا' اے برادر بزرگوں کے فرمان کے مطابق درویشوں کا خرقہ تقاضا کرتا ہے کہ درویشوں جیسے کام کرو۔ اور درویشوں کا کام فقر و فاقہ اور سخت محنت برداشت کرنا ہے۔ ان کے لیے خوشی اور غمی یکساں ہیں اور راحت و جراحت مساوی ہے۔ درویش فقیروں، غریبوں، مسکینوں سے محبت کرتے ہیں۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ

اہل دنیا چوں سگ دیوانہ اند . دور شوزیشاں کہ بس بیگانہ اند

+ حضرت شیخ اسماعیل بندگی سرہندیؒ کے خلیفہ میاں محمد اسحاقؒ ساکن ماجھی فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں خیال آیا کہ حضرت میراں بھیکھؒ اپنے مریدوں اور احباب میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنا رہے ہیں کیا ان

کی جانشینی کے قابل کوئی نہیں یا یہ خود کسی کو نعمت نہیں دینا چاہتے اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ درویشوں کی مجلس ہے اور بہت سے درویش آرہے ہیں اس مجلس میں شمولیت کا مجھے بھی خیال آیا مگر مجھے اندر جانے سے منع کر دیا گیا میں ایک طرف کھڑا تھا میں نے ایک بزرگ کی منت سماجت کی وہ مجھے ساتھ لے جانے لگے مگر دربانوں نے کہا کہ یہ منکر ہے اسے اجازت نہیں اس درویش کی سفارش پر مجھے اجازت مل گئی اندر جاکر درویشوں کی بڑی محفل نظر آئی صدر محفل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں میں نے ساتھ لے جانے والے بزرگ سے اجتماع کی نوعیت پوچھی انہوں نے بتایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش تھی کہ حضرت سید میراں بھیکھؒ سے ملاقات کی جائے اس نے اپنی خواہش کا اظہار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کیا اور آج کا یہ اجتماع اسی غرض سے ہے۔ اسی دوران حضرت میراں بھیکھؒ آئے اور دربار رسالتؐ میں نہایت عجز وانکسار سے آداب بجالائے حضرت رسالت مآبؐ نے کمال مروت سے وہ تمام الطاف مبذول فرمائے جو آپؒ کی والا شان کے لائق اور شایان تھے۔ میراں جیؒ کو حضرت یوسف علیہ السلام کا شوق ملاقات بیان کیا گیا حضرت نبی کریم ﷺ کے عقب ایک زریں پردہ ایک دریچہ پر پڑا تھا ادھر سے حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت میراں بھیکھؒ نے کھڑے ہو کر آداب وسلام عرض کیا مصافحہ اور معانقہ سے مشرف وممتاز ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے ایک بیش بہا خلعت معہ دستار عطا کی گئی اسی طرح

حضرت محمد ﷺ کی طرف سے بھی دستار عطا ہوئی اس کے بعد دونوں حضرت کی طرف سے اجازت ہوئی آپ دربار سے رخصت ہوئے اور میراں جیؒ نے اس وقت اپنے احباب میں اعلان فرمایا کہ تمام احباب اس بات کو غور سے سن لیں جس کسی کے پاس کوئی شخص دنیا میں سے طلب ارادت یاد الٰہی وراہ مولی کے لیے آئے اجازت ہے کہ بغیر تامل تلقین اور مرید کر لیا کریں تاکہ کوئی فیض سے محروم نہ رہے۔

جب سواری دروازہ سے باہر آئی تو حضرت شیخ اسماعیل بندگی سے بھی ملاقات ہوئی ان کی نظر اس فقیہہ پر پڑی انہوں نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا ایسے خطرات فاسدہ کو دل میں جگہ نہیں دینی چاہیے حق پرستی بہت دُور ہے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت میراں بھیکھؒ کے آگے کر کے کہا کہ اس بار اسے معاف فرمادیں حضرت میراں بھیکھؒ نے حضرت اسماعیل بندگی کے طفیل عفو فرمایا۔ اور کہا جایئے صاحب آپ کی خطا معاف ہے۔ اس روز سے میرے ذہن سے حضرت میراں جیؒ کے متعلق تمام خدشے دور ہو گئے۔ ضلع کرنال بھارت میں کہڑام (جو تقسیم ہند کے وقت ریاست پٹیالہ کا حصہ تھا) سے بارہ کوس (تقریباً انتیس کلو میٹر) انگریزی عمل داری میں راجپوتوں کا گاؤں ٹھسکہ ہے یہی وہ علاقہ تھا جو حضرت میراں بھیکھؒ کا مقام تبلیغ تھا۔

ٹھسکہ کی آبادی سے کچھ دور باہر کی جانب ایک ڈھاک ایک جال اور ایک مولسری (گلفشان) کے درخت نزدیک نزدیک تھے حضرت

میراں بھیکھ ابتداء میں ڈھاک کے پیڑ سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے کسی کو کیا معلوم تھا کہ رشد وہدایات کا یہ سرچشمہ آئندہ اس علاقہ میں علم و عرفان کی روشنی پھیلا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام روشن کرے گا۔

کچھ دنوں بعد حضرت میراں بھیکھؒ کی روحانی خوشبو پھیلی اور لوگوں کے دماغ اس سے معطر ہونے لگے تو کھسکہ اور اردگرد کے دیہات کے لوگ پروانہ وار آپؒ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ حضرت نے ایک معمولی سا حجرہ وہاں بنوالیا تھا۔ اپنی زندگی میں اس سے آگے نہ بڑھے جبکہ علاقہ کے امراء اور رؤساء نے عالی شان عمارات بنانے کی پیشکش کیں دہلی کے بادشاہ کا وزیر ظفر علی خاں جو روشن الدولہ کے نام سے مشہور تھا کئی بار دائرہ میں عمارت تعمیر کرانے کے لیے رقومات لے کر آیا آپؒ نے تمام رقومات ضرورت مندوں میں تقسیم کرادیں۔

حضرت میراں بھیکھؒ کے زمانہ میں بھی زیارت کے لیے آنے والوں اور دائرہ میں رہائش رکھنے والوں کی کافی تعداد تھی حضرت کے وصال کے بعد آپؒ کا فیض جوں جوں بڑھتا گیا دائرہ میں درویشوں کی تعداد اور زائرین کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔ ایک خلیفہ یا مسند نشین سجادہ دائرہ میں بطور محافظ اور منتظم موجود رہتے تھے۔ تاکہ زائرین اور ساکنین کی رہائش اور خوراک کا انتظام کماحقہ ہو سکے۔

پہلے سجادہ حضرت سید محمد فاضل کے زمانہ میں کچھ عمارات تعمیر کی گئیں اور یہ سلسلہ حضرت راؤ بہادر علی شاہ کے زمانہ میں عروج پر پہنچا اس

تعمیر و ترقی میں نواب ظفر علی خاں عرف روشن الدولہ اور دوسرے امراء
و روساء اور حضرت کے فیوض و برکات سے فیض یافتہ حضرات کا ہاتھ ہے۔
بہت سے عقیدت مندوں نے اپنی زرعی اراضی دائرہ کے نام کر رکھی تھی
اور پیداوار خود ہی دائرہ میں پہنچادیتے تھے اور عقیدتاً خود لنگر سے گھر کے
گزارہ کے لیے لے جاتے تھے اس عمل سے سمجھتے تھے کہ میراں جیؒ کا لنگر
کھاتے ہیں۔

یہ زرعی رقبہ کئی ہزار بیگھہ پر مشتمل تھا۔ رقبہ کے ایک حصہ میں
گائیں تھیں جن کی بہت بڑی تعداد تھی جنگل سے چر کر خود ہی آجاتی تھیں
درویش ضرورت کے مطابق دودھ نکال لاتے تھے باقی گایوں کے بچھڑے
پی لیتے تھے۔

علاقہ میں کوئی بھینسا (بھینس کا نر) آوارہ ہو کر لوگوں کو مارنے
لگ جاتا تھا تو لوگ اسے ہانک کر میراں جیؒ کی اراضی میں لے آتے تھے اور
پھر یہ سر جھکا کر چلنے لگتا درویش اس کو پکڑ کر پہلے اس کو خراس (آٹا پیسنے
کی مشین) میں جوڑ کر کام لیتے اور پھر ذبح کر کے لنگر میں استعمال کرتے
تھے۔

دائرہ شریف میں تالاب ایک وسیع مسجد اور زائرین کے لیے
رہائشی کمرے تھے۔ ہر ایک آنے جانے والے کے لیے بلا تخصیص مذہب
کھانے اور رہائش کا انتظام تھا جو خواجگان چشت اہل بہشت کی خاص علامت
ہے۔ ہندو اور غیر مسلم اگر آکر کھانا طلب کرتا تو اس کو اس کے مذہب اور

ضرورت کے مطابق کھانا ملتا تھا۔ غیر مسلم اور ہندوؤں کے لیے پکانے والا الگ ہی تھا۔ اور اس رعایت سے اکثر ہندو بار اتیں فائدہ اٹھاتی تھیں۔

حضرت راؤ بہادر علی شاہ صاحب کے زمانہ میں دائرہ میراں جیؒ ٹھسکہ کی دور نزدیک شہرت تھی بڑے بڑے رئیس عالی مرتبت لوگ والیان ریاست تک دائرہ میراں جیؒ سے فیض حاصل کرتے تھے سجادہ نشین دائرہ راؤ بہادر علی شاہ صاحب وقت مقررہ پر تشریف لاتے تھے اور اس وقت تک لوگ ان کا انتظار کرتے تھے دائرہ میں مقیم درویشوں کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ نماز تہجد اور ذکر جہر ہر درویش کے لیے ضروری تھا جسکی نگرانی راؤ بہادرر علی شاہ صاحب خود فرماتے تھے۔ مستقل رہائش رکھنے والوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی ان کے علاوہ روزانہ بھی سینکڑوں معتقدین آتے اور جاتے تھے۔ رہائش کا اور لنگر کا انتظام دائرہ کی طرف سے ہوتا تھا۔

حضرت میراں جیؒ کا سالانہ عرس مبارک دس شعبان المعظم کو ہوتا تھا پہلے عرس مبارک دائرہ میراں جیؒ ٹھسکہ میں ہوتا تھا دور ونزدیک سے سلسلہ میں منسلک لوگ حاضر ہوتے تھے۔ محفل سماع کا انتظام ہوتا تھا۔ اس موقع پر بھی بہت خرچہ ہوتا تھا کئی دن بعد یہاں سے سب لوگ کھڑام شریف جہاں پر حضرت میراں جیؒ کا مقبرہ ہے چلے جاتے تھے وہاں بھی عرس مبارک ہوتا تھا۔ یہ مقام ٹھسکہ سے بارہ کوس (تقریباً انتیس کلو میٹر) ہے۔

راؤ بہادر علی شاہ صاحب کے بعد راؤ امداد علی شاہ صاحب اور ان کے بعد حضرت خان عبد الغنی خان صاحب دائرہ میراں جیؒ ٹھسکہ سے ضلع کرنال کے سجادہ ہوئے جو فسادات 1947ء میں ترک سکونت کر کے پاکستان آ گئے ٹھسکہ کے راجپوت اور درویشوں کی بڑی تعداد دائرہ شریف سے تبرکات اٹھا کر پاکستان میں شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ آ کر آباد ہوئی ان میں سے کچھ لوگ گوجرہ فیصل آباد جھنگ۔ خیر پور ٹامیوالی پاکستان میں آکر آباد ہوئے حضرت عبد الغنی خان صاحب اپنے آبائی وطن صوبہ سرحد چلے گئے وہیں وصال کیا۔ کہڑام شریف والے کوٹ زمان شاہ ضلع اوکاڑہ آباد ہو گئے۔

خاندان چشت اہل بہشت خاص طور پر حضرت میراں بھیکھؒ کی شاخ میں یہ طریقہ چلا آرہا تھا کہ خانقاہ کا انتظام وانصرام چلانے کیلیے خانقاہ سے منسلک صاحب اجازت اصحاب سے ایک کو تمام پیر بھائی منتخب کرتے تھے۔ جو خود کامل اور خانقاہ کا انتظام اور عرس مبارک خاص طور پر طریق خاندان چشت اہل بہشت کے مطابق کرے۔

یہ تمام کام میرٹ پر ہوتا تھا۔ خاندانی وراثت نہیں مانی جاتی تھی۔ حضرت میران بھیکھؒ سادات سیوانہ سے تعلق رکھتے تھے اپنے رشتہ داروں میں سے نہ ہی کہڑام شریف اور نہ ہی دائرہ میں سجادہ مقرر ہوا بعد ازاں راجپوت خاندان نے یہ انتظام سنبھالا۔

حضرت راؤ امداد علی شاہ کے صاحب کے بعد سجادگی کا مسئلہ اٹھا۔

اس موقع پر حضرت میراں بھیکھؒ کے سلسلہ کے مختلف شاخوں سے منسلک خانقاہ اور حاضرین موجود تھے جن میں سراج السالکین میاں قدرت اللہؒ بھی تھے ۔ دستار سجادگی کے دو امیدوار تھے جن میں سے ایک حضرت خان عبد الغنی خان صاحب تھے ۔ فیصلہ ہوا کہ ہم دونوں کی پگڑیاں دربار میں رکھ دیں حضرت میراں صاحبؒ خود فیصلہ فرمادیں گے یونہی کیا گیا حضرت عبد الغنی خان صاحب کی پگڑی پر رنگ کے نشان ملے چنانچہ انہیں دستار ہوئی ۔ مگر اکثر درویش کہتے سنے گئے کہ یہ میراں جیؒ کے آخری سجادہ ہیں اس کے بعد عرس کی خدمت حافظ جی کی شاخ میں آجائے گی ۔

تقسیم ہند کے بعد اب وہاں مسلمان نہیں اور اسلام دشمن ہر طرف موجود ہیں اب اگر کوئی دائرہ میراں جیؒ کے سجادگان کے مقبروں کی خدمت کرتا ہے تو بڑی بات ہے ۔

پاکستان میں جہاں جہاں میراں جیؒ کے ماننے والے گئے وہاں انہوں نے حضرت میراں جیؒ کا نام لینا شروع کیا ۔

ٹھسکے والے شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ آئے ماسٹر فیض محمد خان اور ان کے خاندان کے ساتھ دائرہ شریف کے منشی ممتاز ، قمیص ، محمد اسماعیل طرف شملہ آئے یہ لوگ دائرہ شریف سے جو سامان ضروری نظر آیا اور جس کو وہ لاسکتے تھے لے آئے ۔ ان میں دائرہ شریف کے تبرکات بھی تھے ۔

تحریک پاکستان کے وقت دائرہ میراں جیؒ میں حضرت خان عبد الغنی صاحب سجادہ تھے وہ ذہنی طور پر دو قومی نظریے کے قائل تھے اور

یہی وجہ تھی کہ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے حمایت یافتہ شخص صو
عبدالحمید کی حمایت میں کنویسنگ کی ان کے ووٹروں کے پاس جا کر وو
دینے کو کہا اور اس علاقہ سے صوفی عبدالحمید صاحب مذکور ممبر منتخب ہو
۔ یہ عبدالحمید صاحب میراں جیؒ کے معتقد تھے اور ان کا خاندان لاہو
فورٹ عباس اور خیر پور ٹامیوالی میں آباد ہے۔

آجکل حضرت میراں بھیکھؒ کا عرس مبارک فیصل آباد میں خان عبدالغنی صاحب کے خلیفہ حضرت محمد علی شاہ صاحب کراتے ہیں۔ شہر سلطان میں یہ عرس جناب قمیص صاحبؒ، منشی ممتاز صاحبؒ اور بابا محمد اسماعیلؒ عرف باباشملہ کے بعد جناب خان عطااللہ خان ولد ماسٹر فیض محمد خان مرحوم ٹھسکوی کراتے ہیں۔ ان کے پاس دائرہ میراں جیؒ کے تبرکات ہیں خان عطا اللہ خان صاحب سجادہ میراں جیؒ ہونے کا بھی اعلان کرتے ہیں۔

خان عطااللہ خان حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابریؒ سے سلسلہ چشتیہ بھیکھیہ میں بیعت ہیں۔ حضرت منظور المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے ہی انہیں ان تبرکات کا خلیفہ اور نگران مقرر کیا تھا۔ خلیفہ عطااللہ خان صاحب نے اعلان فرمایا تھا کہ مجھے میرے حضرت صاحبؒ نے ایک خط کے ذریعہ سے حضرت میراں بھیکھؒ کا سجادہ بھی فرمایا ہے۔ تبرکات میں قرآن مجید کا ایک قلمی نسخہ جو نواب ملیر کوٹلہ نے حضرت راؤ بہادر علی شاہ کو تحفہ کے طور پر دیا تھا۔ نہایت خوبصورت تحریر فارسی میں ترجمہ اور حاشیہ

تفسیر بھی فارسی میں ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کے ٹکڑے اور دستار مبارک جو حضرت میراں جیؒ کو سفر کے دوران وہاں عطا کی گئی۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کا جبہ مبارک جو حضرت شاہ ابوالمعالیؒ نے آپؒ کو تبرکاً دیا تھا ان کے علاوہ خود حضرت میراں بھیکھؒ کا لباس مبارک اور گودڑی شامل ہیں ان تبرکات کی دائرہ شریف میں بھی عرس کے موقع پر اور عید کے دن زیارت کرائی جاتی تھی اور اب دس شعبان کو ہر سال عرس کے موقع پر شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ میں زیارت کرائی جاتی ہے۔

قطب الاقطاب حضرت سید محمد سعید عرف میراں بھیکھؒ نے 1629ء تا 1714ء اس جہان فانی میں گزارے۔ یہ مغل بادشاہ شاہ جہاں اور اورنگزیب عالم گیر شاہ عالم بہادر شاہ اول اور فرخ سیر کا زمانہ تھا۔ اس وقت مغلوں کی حکومت کا سورج نصف النہار سے گزر کر ڈھلنے لگا تھا مگر ڈھسکہ اور کہڑام کے علاقہ میں حضرت میراں بھیکھؒ کا طوطی بولتا تھا۔ ان کے تربیت یافتہ لوگ جب حکومت دہلی کے دربار میں جاتے تھے۔ تو انہیں باعزت طریقہ سے باریابی ہوتی تھی۔ ظفر علی خان کو روشن الدولہ کا خطاب ملا حضرت میراں بھیکھؒ کے فیض یافتہ ایسے ہی کئی دوسرے اصحاب تھے۔ تاہم آپؒ خاندان چشت اہل بہشت کی تعلیمات کے مطابق شاہی دربار اور امراء کے دستر خوان سے دور رہے۔ بلکہ اس قسم کے لوگ خود دائرہ شریف آکر لنگر سے نوالہ اور دعا کا حصول باعث فخر سمجھتے تھے۔

محمد شاہ کے عہد میں ایک سال بارش [illegible]

بہت پریشان تھی بادشاہ کو بتایا گیا کہ اگر حضرت میراں بھیکھؒ دعا کردیں تو یقیناً بارش ہو گی۔ محمد شاہ نے سرہند کے حاکم کے نام ایک فرمان جاری کیا۔ جس میں حضرت جی کو دہلی لانے کو کہا گیا۔ اور ایک عریضہ آپؒ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جس وقت آپؒ کو خط ملا آپؒ کی دعا سے خوب بارش ہوئی محمد شاہ نے آپؒ کو نذرانہ بھیجا آپ نے بمشکل قبول کیا۔

ایک مرتبہ محمد شاہ نے نواب روشن الدولہ کو آپؒ کی خدمت میں بھیجا اور نذرانہ میں کچھ مٹھائی اور کچھ کپڑے محتاجوں کو تقسیم کرنے کے لیے بھیجے اور اس امر کی دعا چاہی کہ اس کی اولاد میں ہمیشہ سلطنت رہے۔

حضرت میراں بھیکھؒ نے مراقبہ کیا اور بعد ازاں فرمایا کہ محمد شاہ کو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی سفارش سے سلطنت ملی ہے۔ انہوں نے دو پشت کی سفارش کی تھی۔ اس میں کس کی مجال ہے کہ دخل دے۔ خدمت شیخ حضرت شاہ ابو المعالیؒ اور اس کے قبل کے کچھ حالات کشف و کرامت درج کیے جا چکے ہیں۔ حضرت کی اپنی مشیخیت کی زندگی بھی کشف و کرامات سے بھرپور ہے۔ آپؒ کا ایک مرید موضع تو ندھن میں رہتا تھا اسکے دس سال کے لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ اتفاق سے اسی دن آپ اس علاقہ میں پہنچے مرید نے بچے کی لاش چھپا دی اور حضرت میراں بھیکھؒ کو کھانے پر مدعو کیا حضرت اس کے گھر گئے اور لڑکے کا پوچھا مرید نے بات ٹالنا چاہی مگر حضرت نے اصرار کیا مرید نے بتایا حضرت نے فرمایا ایک بار جا کر دیکھو لڑکا سو رہا ہے مرا نہیں مرید نے جا کر دیکھا لڑکا واقعی سو رہا تھا باپ نے بیٹے

کو بلایا بیٹا اٹھ کر اپنے باپ کے ساتھ باہر آکر قدم بوس ہوا۔ 1714ء میں حضرت میراں بھیکھؒ کی عمر مبارک تقریباً چوراسی سال کچھ ماہ ہوئی تھی تھسکہ کھڑام اور گردونواح میں لوگ آپؒ کی تعلیمات سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ آپؒ کے حلقہ مریدین میں لاکھوں رنگین پوش بھی تھے۔ جو اللہ تعالی وراس کے رسول کریم ﷺ کا کلمہ پڑھتے تھے رات کے آخری حصہ میں ہر طرف سے ذکر جہر کی صدائیں کھُلی سنی جا سکتی تھیں۔ لوگ دائرہ شریف سے روحانی تشنگی کے لیے آب حیات حاصل کرنے لگ گئے تھے۔

عمر شریف کے لحاظ سے آپؒ کی صحت ٹھیک تھی مگر آپؒ کو 'کل نفس ذائقة الموت' ہر زی روح نے موت کے عمل سے گزرنا ہے۔ کا سگنل نزدیک نظر آنے لگا تھا۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے اس کو سخت نگہداشت کے بروج اور کڑی نگرانی میں بھی نہیں ٹالا جا سکتا۔

دنیا دار لوگ اس کو بہت مشکل بلکہ زبردستی قبول کرتے ہیں۔ تاہم درویش اور اللہ والے لوگوں کا طریق یہ نہیں بلکہ ان کا خیال ہے۔ ایک حدیث نبوی کے مطابق ہے کہ موت ایک پل ہے اس کے ذریعہ ایک پیار اا پنے پیارے سے ملاقات کرتا ہے۔

اس کے لیے وہ تمام عمر زاد راہ اکٹھا کرتا رہتا ہے تاکہ اس وقت کام آوے۔ حضرت میراں بھیکھؒ نے جب یہ ہوائیں اور صدائیں محسوس فرمائیں۔ تو اپنے حلقہ احباب اور مریدین سے خود جا کر ملاقات کا

پروگرام بنایا۔ اس وقت آپؒ پانی پت میں تھے وہاں سے کرنال پھر تھانیسر (کوروکینشتر) گئے۔ یہاں سے دائرہ شریف میں کاروبار اور معاملات لنگر وغیرہ کے لیے سید محمد فاضل صاحبؒ کو کہلا بھیجا کہ دائرہ میں فرش، نان طعام مستحق اور درویشوں کو افراط سے پہنچائیں بھوکوں پیاسوں کی خبر گیری کریں۔ آنے جانے والے لوگوں کی تعظیم اور دلداری میں کوتاہی نہ کریں بلکہ اسے فرض عین خیال کریں۔ یاد الٰہی میں مشغول و مستغرق رہیں۔ یہ سب سے بڑی نعمت ہے یہ تمام امور نہایت کوشش سے سرانجام دیتے رہیں کہ اسی میں ان کا بھلا اور دنیاو عاقبت کی سرخروئی ہے۔ دائرہ شریف اور اردگرد کے لوگ ملاقات کے لیے دوڑ پڑے ٹھسکہ والوں کو مل کر واپس کر دیا۔ اور خود شاہ آباد چل دیے وہاں بھی لوگ ملاقات سے فیض یاب ہوتے رہے چند روز بعد انبالے تشریف لے گئے۔ وہاں سے چمت قصبہ بستی ملک حیدر ہوتے ہوئے سرہند کو چل دیئے آپؒ کی سواری سے پہلے لوگ وہاں راستہ میں استقبال کے لیے آگئے۔ اسی دوران حضرت میراں بھیکھؒ کی طبعیت خراب ہوئی۔ حکماء علاج معالجہ کرتے رہے مگر آپؒ نے فرمادیا کہ ان سے کہہ دو کہ علاج کا وقت ختم ہو چکا ہے کام انجام کو آچکا ہے۔

اس سفر کے دوران جب قصبہ سونٹھ پہنچے تو کچھ افاقہ ہوا اس وقت آپؒ کے پاس جو رقم تھی غرباء او مساکین میں تقسیم کر دی۔

مغرب کے وقت آپؒ کی طبعیت خراب ہوئی غشی کا عالم رات کو

اچانک کھڑے ہو گئے۔ السلام علیکم یارسول اللہ ﷺ عرض کیا اسطرح پھر بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر بعد پھر چونکے اور کہا کہ پیران عظام تشریف لا رہے ہیں۔ مجھے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ہے۔ لوگوں نے کھڑا کیا۔ آپ کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے وقت آپؒ جسد الموت عبور کر کے واصل بحق ہوئے۔ اس روز رمضان المبارک کی پانچ تاریخ اور ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری مطابق 1714ء تھی۔

یہ خبر بہت جلد ہی اطراف و اکناف میں پھیل گئیں۔ سادات سیوانہ کی خواہش تھی کہ ان کا مزار اپنے ہاں بنائیں اور کہتے تھے کہ ہم وارث ہیں میت ہماری ملکیت ہے۔ اس وقت ان کے آدمی بھی بہت تھے درویش بھی جو جنازے کے ساتھ تھے گفتگو کرتے ہوئے ڈر رہے تھے۔ نہ جنازہ چھوڑنے کو جی کر رہا تھا اور نہ ہی کہیں لے جانے کی جرأت کر سکتے تھے۔

جنازہ مبارک کو اس مقام سے اٹھایا اور سیوانہ کی طرف چل دیئے۔ جنازہ کے ساتھ چلنے والے قدرتاً راستہ بھول گئے اور یوں ہوا کہ شام کے وقت کہڑام کے نزدیک آکر مقام کا صحیح تعین ہوا درویشوں نے کہڑام کے امراء اور روساء کو اطلاع بھیجی اللہ کا ہی کوئی حکم ہے کہ ہم بھول کر یہاں آگئے ہیں ورنہ سیوانہ والے ہمیں اپنے ہاں لیے جارہے ہیں۔ یہ خبر جنازے سے پہلے پہنچی لوگ اکٹھے ہو گئے سب کا اتفاق ہو گیا کہ جنازہ یہاں سے نہیں جائیگا لوگ درویشوں کے حامی ہو گئے۔ کہڑام والوں نے کہا کہ

رات ہونے والی ہے صبح کو جو فیصلہ ہو گا عمل کر لینا جنازہ سیوانہ یا ڈھسکہ لے جانا ہے۔ سادات سیوانیے مان گئے اور عصر کے وقت جنازہ کھڑام لے آئے حضرت میراں جیؒ کے خاص حجرے میں جا رکھا۔ اس مقام کا اشارہ بہت پہلے حضرت شاہ ابو المعالیؒ نے فرمایا تھا مگر کسی کو معلوم نہ تھا۔

درویشوں نے جلدی ہی حضرت کی اسی حجرے میں تجہیز و تکفین کر دی کھڑام سیوانہ اور ڈھسکہ والے حضرت کے جنازے کے دعوے دار تھے مگر کھڑام والے اس میں سبقت لے گئے فساد ہونے کی نوبت آئی مگر سیوانہ والے دعوی واپس لے کر چلے گئے۔ ڈھسکہ والوں نے بھی حضرت کے تبرکات لے جا کر ڈھسکہ کے دائرہ شریف میں دفن کیے جو بعد ازاں راؤ بہادر علی شاہ صاحب سجادہ ڈھسکہ شریف کے وصال کے بعد نکال کر زیارت کے لیے رکھے گئے۔ اور وہاں حضرت بہادر علی شاہ کا مزار بنا اگرچہ وہاں پر دیگر سجادگان کے مقبرے بھی ہیں۔ جب شور ختم ہوا تو نواب روشن الدولہ نے حضرت کا مزار کھڑام میں اور عالی شان عمارت دائرہ شریف میں بھی تیار کرا دیں۔

پہلے دو تین سال عرس مبارک پانچویں رمضان المبارک کو ڈھسکہ اور کھڑام میں ہوا مگر بعد ازاں درویشوں کے مشوروں سے یہ عرس دائرہ شریف دس اور گیارہ شعبان مقرر ہوا۔ اور یہاں سے فراغت پا کر لوگ کھڑام شریف میں شریک فاتحہ ہوتے ہیں۔ پانچ رمضان کو دائرہ میں فاتحہ ہوتی ہے عید اور عرس پر تبرکات کی زیارت بھی کرائی جاتی ہے

عرس مبارک کا یہ طریقہ تقسیم ہند 1947ء تک جاری رہا بعد ازاں چونکہ علاقے میں مسلمانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے ایک دو گھر وہاں صرف فاتحہ دلواتے ہیں۔ باقاعدہ عرس تعلیمات کی ترویج کے لیے فیصل آباد گوجرہ اور شہر سلطان ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے۔

حضرت محمد سعید میراں بھیکھؒ کے بیالیس خلفاء تھے جن میں سے شاہ محمد باقرؒ، شاہ نظام الدینؒ، سید محمد فاضلؒ، خواجہ عبداللہؒ، سید عبدالمومنؒ، شیخ نعمت اللہؒ، میاں شاہ نورنگؒ، خواجہ مظفرؒ، غلام محمدؒ، میاں محمد افضلؒ، شاہ لطف اللہؒ، سید محمد سالم ترمذیؒ، سید علیم اللہؒ، شاہ عنایت شاہؒ

حضرت میراں بھیکھؒ رات کے آخری حصے میں سونے سے منع کرتے ہیں۔ سلسلہ والوں کو ذکر اسم ذات جہر سے کرنے کی تلقین کرتے ہیں فرمان ہے۔

'فقیر کو چاہیے ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسمِ ذات کیا کرے اگر چالیس مرتبہ ہر روز نہ کرے تو اس کو لقمۂ درویشی اور دلق حرام ہے'

حضرت محمد سعید میراں بھیکھؒ کو عربی اور فارسی زبان پر بھی عبور حاصل تھا مگر آپؒ نے اظہار خیال علاقہ میں بولی جانے والی اپنے وقت کی ہندی زبان میں فرمایا۔ گیان لہر، گیان پرکاش اور مورکھ سمجھاؤنی آپؒ کے عارفانہ کلام کے مجموعے ہیں غیر مطبوعہ کلام بھی ہے جو وصال کے تقریباً تین سو سال بعد بھی درویشوں کے ذہنوں میں موجود ہے۔

قطب الاقطاب کے مرتبے پر فائز اس درویش نے توحید و

رسالت مآب ﷺ کے علاوہ اہل بیت عظامؓ، صحابہ کرامؓ کی شان میں بہت کچھ لکھا ہے۔

آپ وحدت الوجود کے حامی تھے اور اس پر مکمل عبور حاصل تھا۔ حضرت کے کلام میں مسحور کن روانی پائی جاتی ہے۔ اور ہر قسم کی بحر میں طبع آزمائی کی ہے۔ تبرکاً ایک نعت دیکھیے۔

میں تورے بلہار[1] پربھوجی میں تورے بلہار

پرتھم[2] پریم اگن جب لاگی اگھم[3] کہانی پرگھٹ[4] جاگی
احمد لیو اوتار پربھوجی میں تورے بلہار

تم ٹھاکر[5] میں داسی[6] توری تجھ کرپا بن گت[7] نہ موری
ہو مہاکرتار پربھوجی میں تورے بلہار

جو کوئی اپنا آپ پریکھے مہامورت[8] کا میلہ دیکھے
جیت سدا نہ ہار پربھوجی میں تورے بلہار

آپ مرے گُر[9] مارگ[10] پاوے نسدن پانچوں چشت مناوے
لاگے معالی دوار پربھوجی میں تورے بلہار

معالی بھیکھ کو اپنا جانو اوگن ہمرے گن کر مانو
تب ہو نیا پار پربھوجی میں تورے بلہار

میں تورے بلہار پربھو جی میں تورے بلہار

حضرت میراں بھیکھؒ کے جو اشعار اور قول سلسلہ کے درویشوں کی زبان زد عام ہیں وہ بھی اپنی جگہ اپنا اپنا اثر رکھتے ہیں۔ مثلاً

دو باتوں کو بھول مت جے چاہیں کلیان[11]
بھیکھا اک موت کو دوجے سری بھگوان

بھیکھا اب لگ تو آچھی نبھی ایک رہی من ماں
جب جیوڑا[12] جم[13] کے بس پڑے تب پت رہے کے نا

صاحب اتنا دیجیو جس میں کٹم[14] سمائے
میں بھوکا نہ رہوں سادھ[15] نہ بھوکا جائے

بھیکھ منڈائے[16] کیا ہوت جو کرلی گھوٹم گھوٹ[17]
من پاپی[18] گھوٹا نہیں جا میں سارا کھوٹ

آوت منگل[19] گاوت جاوت کیوں رویا
جاکو ہے، سوئی گیا، بھیکھ ترا کیا کھویا[20]

بھیکھا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لعل
گرہ کھولن نہ جان دے اس بدبھئے[21] کنگال[22]

بھیکھا بات اگھم[23] کی جو کہن[24] سنن کی نا
جو جانے سو نہ کہے جو کہے سو جانے نا

آدھی سے آدھی گڑھی، آدھی سے بھی آدھ
بھیکا سنگت[25] سادھ[26] کی کٹے کروڑ پراِدھ[27]

بھیکھ فقیری کٹھن[28] ہے لوکاں بھانے کھیل
جھوگا[29] پھوکے اپنا تب صاحب[30] کا میل

جیسی صورت عین کی ویسی صورت غین
نقطہ اٹھا کے دیکھ لے وہی عین کا عین

ہم تم دونوں ایک ہیں کہن سنن میں دو
بھیکھا من سے من کو تولیو دو من کیسے ہو

بھیکھا ایسے ہو رہے جوں[۳۱] مہندی کے پات
لالی[۳۲] رکھیئے پیٹ ماں ہری دکھایئے ذات

ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیو کچھو[۳۳] گیان
مول کرو تلوار کا پڑا رہنے دو نیام

بھیکھ فقیری سیکھنی جل[۳۴] پنہارن سے سیکھ
سکھیوں[۳۵] سے باتیں کرے دھیان گگن[۳۶] کے بیچ

نیر[۳۷] نہ ڈوبے کاٹھ[۳۸] کوں یہی بڑوں کی ریت[۳۹]
اپنا سینچا جان کے پالیو اس کی پریت

اے رکھوالے بیل کے رکھیو ہماری بیل
برم[40] کھپریا نہ لگے نہ ہو پروائے[41] میل

باغ بڑائی آم کو کھیت بڑائی ایکھ
سبھی خلیفے چشت کے میں عاجز ہاں بھیکھ

مشکل الفاظ کے معانی:-

۱۔ قربان ۲۔ شروع میں ۳۔ چھپی ہوئی ۴۔ اعلانیہ ۵۔ سردار
۶۔ غلام ۷۔ نجات، تکمیل ۸۔ اللہ تعالیٰ ۹۔ شیخ، پیر ۱۰۔ عمل انگیز
۱۱۔ بخشش ۱۲۔ جان ۱۳۔ عزرائیل ۱۴۔ خاندان
۱۵۔ فقیر، درویش ۱۶۔ ظاہر شکل میں درویش ۱۷۔ بال کٹوا کر گنجا ہونا
۱۸۔ گناہ گار ۱۹۔ خوشی کے گیت ۲۰۔ گم ہوا ۲۱۔ ہنر ۲۲۔ خالی جس کے
پاس کچھ نہ ہو ۲۳۔ خفیہ ۲۴۔ بتانے اور سننے والی ۲۵۔ ساتھ
۲۶۔ درویش ۲۷۔ بہت سی خرابیاں ۲۸۔ مشکل
۲۹۔ گھر ۳۰۔ اللہ سے ملاپ ۳۱۔ جیسے ۳۲۔ سرخی
۳۳۔ کچھ درویشی کی بات ۳۴۔ پانی بھرنے والی ۳۵۔ سہیلی
۳۶۔ گھڑا ۳۷۔ پانی ۳۸۔ لکڑی ۳۹۔ طریقہ
۴۰۔ کیڑا ۴۱۔ گرم ہوا

قطب الاقطاب حضرت میراں بھیکھؒ کی تعلیمات کو جو دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی تعلیمات اور احکام ہیں حضرت کے خلفاء نے علاقہ میں خوب پھیلایا حضرت علیم اللہؒ ، حضرت لطف اللہؒ حضرت عبداللہ جیؒ ، حضرت عنایت جیؒ اور حضرت سید محمد سالم جیؒ نے اپنے اپنے علاقوں میں جاکر خواجگان چشت کا نام روشن کیا اور حضرت میراں جیؒ کی روحانی شاخ میں بہت ترقی ہوئی اور ٹھسکہ ،کہڑام کے علاوہ روڑ ، شاہجہاں آباد گنگوہ شریف ، سرہند ، بریلی ، گم تھلہ ، انبالہ ، شاہ آباد ، تلاکور ، لی لی پور ، بہلول پور ، موضع مجتبی ، سیمانہ ، سہارنپور ، روپڑ میں حضرت میراں بھیکھؒ کے نام کی صدائیں گونجنے لگیں۔

میراں جیؒ کے بہت سے خلفاء صاحب سلسلہ ہوئے۔ روپڑ کے علاقہ میں حضرت سید محمد سالم ترمذیؒ قدس سرہ العزیز جو ایک عرصہ تک حضرت میراں جیؒ کی خدمت میں رہے اور ٹھسکہ اور کہڑام میں حضرت سے علم لدنی کا سبق دیتے رہے کاملین میں ہوئے۔ روپڑ ضلع انبالہ میں درس و تدریس اور مخلوق کو تعلیم دیتے رہے۔ ان کے روحانی چشمۂ فیض سے مخلوق نے تشنگی بجھائی۔ رمضان المبارک 1151ھ بمطابق 1730ء میں ملک عدم کا سفر فرمایا۔

روپڑ میں ہی مزار مبارک ہے آپؒ کے بہت سے خلفاء تھے۔

حضرت سید محمد اعظم قدس سرہ العزیز خاندان چشت اہل بہشت کے اٹھارویں صدی کے آخر نصف کے زمانہ میں اپنے والد گرامی

حضرت محمد سالمؒ کے بعد مسند تبلیغ پر متمکن ہوئے۔ تقریباً نصف صدی یہ فرض انجام دیا اپنی لگن میں مگن ذکر اللہ کرنے اور سکھانے میں مصروف رہے اور 1782ء کے لگ بھگ واصل بحق ہوئے۔

حضرت حافظ محمدؒ موسیٰؒ دانائے کلام ربانی حافظ آیات قرانی حضرت محمد موسیٰؒ ضلع لدھیانہ کے مقام بہلول پور میں پیدا ہوئے آباء واجداد کا پیشہ آہن گری تھا ابتداء میں آپؒ نے بھی یہی پیشہ اختیار کیا۔

حفظ قرآن پاک اور تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر اشارہ غیبی سے دریائے ستلج کے پار روپڑ میں حضرت سید محمد اعظم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ صابریہ بھیکیہ میں بیعت سے مشرف ہوئے ریاضت شاقہ آور مجاہدہ کاملہ اختیار فرمایا شیخ نے خرقہ خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا "حافظ جیو میرے تمام مرید تمہارے حوالے ہیں"

حکم کے مطابق بہلول پور سے روپڑ وہاں سے بارہ میل (تقریباً ۱۹ کلو میٹر) مانک راجپوتوں کے گاؤں آگئے اور اللہ کی مخلوق کی ہدایت کا کام شروع کر دیا حالت جذب میں جس پر نظر کرتے مجذوب ہو جاتا تھا کریم شاہ، پیر شاہ اور محمد شاہ حضرت کی توجہ سے مجذوب ہوئے تھے۔ محمد شاہ کا مزار دریائے مارکنڈہ میں تھا۔

طالب کی استعداد کے مطابق اسرار رفیق، کلام توحید، ذکر و فکر تلقین فرماتے تھے۔ پچھلی شب کو ذکر فکر کا بڑا حلقہ ہوتا تھا جب کوئی مرید اس محفل میں شامل نہ ہوتا تو صبح کو اسے یاد دلاتے تھے۔

ذاتی مصروفیات میں تہجد اور حلقہ ذکر، فجر، اشراق کے بعد درس علم الحقائق اور ظہر کے بعد دُرود شریف اور اسم ذات کا ذکر معمول تھا۔ سورۃ یسین اور سورۃ مزمل ایک خاص طریقہ سے پڑھا کرتے تھے۔

لوگ دور نزدیک سے فیض حاصل کرنے آتے تھے بہادر شاہ ظفر بادشاہ ہندوستان بھی آپؒ کا عقیدت مند تھا۔

آپؒ نے تمام عمر مجرد گذاری بعض روایات میں ہے کہ آپؒ نے شادی کی تھی مگر نبھ نہ سکی بہر حال آپؒ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔

آپؒ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں، لوگ آپؒ کو بہت فتوحات دے جاتے تھے جو آپ مستحق لوگوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

آپؒ کا مزار مبارک پچیس بیگھ میں 80 فٹ کی بلندی پر ہے مزار کے آگے چار منزلہ ڈیوڑھی ہے اس کے آگے پختہ تالاب ہے مشرقی کونے میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ ان تمام عمارات کو آپؒ کے مریدین نے مشترکہ تعمیر کیا ہے۔

حضرت حافظ موسیٰؒ مانکپوری نادر الکلام شاعر اور صاحب دیوان تھے آپؒ کا تحریر کردہ شجرہ شریف فارسی زبان میں سلسلہ کے لوگ بطور وظیفہ پڑھتے ہیں۔ 6 رمضان المبارک 1247ھ مطابق 1826ء میں واصل بحق ہوئے۔ ان کے بہت سے خلفاء ہیں ان میں

۱۔ معین الدین الدین شاہؒ خاموش دکنی ۲۔ مولوی امانت علیؒ امروہی ۳۔ حاجی اکبر شاہؒ امروہی۔ ۴۔ مولوی خواجہ عبد اللہؒ امروہی۔ ۵۔ حاجی غلام

علیؒ امروہی ۶۔ حاجی حسن بخشؒ امروہی ۷۔ حافظ شاہ محمد حسینؒ عرف بانکے صاحب جے پوری ۸۔ میر امانت علیؒ ۹۔ خلیفہ پیر شاہؒ (سجادہ مزار شریف) ۱۰۔ علی احمد جیؒ۔

حضرت پیر علی احمد قدس سرہ العزیزؒ حضرت موسیٰؒ مانکپوری کے حلقہ ارادت سے فیض حاصل کیا شیخ کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہے۔ اور حافظ جی سے دستار تکمیل حاصل کی انہی کی طرح ذکر و فکر کی تبلیغ ضلع انبالہ تحصیل روپڑ موضع ڈنگولی میں جاری کی ان کے حصے میں وہ زمانہ آیا جب مغل حکومت کا سورج تقریباً غروب ہو چکا تھا ان کے علاقہ میں سکھوں کی دہشت گردی تھی اور انگریزی حکومت کے پاؤں مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جا رہے تھے یہ لوگ اسلام کے مبلغ کو نفرت اور ختم کرنے کے درپے تھے۔ امراء اور شہزادوں کی بداعمالیوں کی سزا مسلمان عوام بھگت رہے تھے۔ اکثر صوفیاء اور درویش شہر سے باہر جنگلوں میں چلے گئے۔ اپنے اخلاق و عادات اور تائید غیبی سے اپنے آپ کو اور اپنے کام کو تھوڑا بہت قائم رکھا ہوا تھا اس طرح مسلمان غریب غربا نے گھروں میں اسلام کی شمع کو ٹمٹائے رکھا۔ حضرت پیر جی علی احمدؒ کا مقبرہ ڈنگولی میں ہے۔ جس سے لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حضرت جناب گوہر علی قدس سرہ العزیز حضرت علی احمدؒ سے نسبت رکھتے تھے انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ قوم کے گوجر تھے۔ حضرت کے بڑے باذوق بزرگ تھے۔ شیخ کی خدمت کو ضروری خیال

کرتے تھے کھیتی باڑی کرتے ہیں زراعت سے حاصل فصل اناج غلہ شیخ کے آستانہ پر ڈال جاتے تھے جب حضرت علی احمد جیؒ کو اس بات کا علم ہوتا تو وہ کچھ اس میں سے رکھ کر باقی واپس بھیج دیتے اب یہ اناج حضرت گوہر علیؒ لے لیتے اور کہتے کہ میرے پیر نے میرے پاس غلہ بھیجا ہے۔

مانکپور میں حافظ جیؒ کی ڈیوڑھی کی مرمت ہو رہی تھی آپ حضرت علی احمد جیؒ کے ساتھ اپنے گڈے (بیل گاڑی) پر پہاڑوں سے پتھر لاد کر لاتے اور اس طرح دیوار کا ایک حصہ مکمل کرایا۔ جو 1947 تک موجود تھا۔ آپؒ صاحب کشف وکرامات تھے۔ اس زمانہ میں انگریزی حکومت کا ملک پر قبضہ ہو چکا تھا۔

آپؒ نے گڑبڑ کے ایام کالکا کے پہاڑوں پر جانور چرا کر گزارے خود یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور جنگلی درندے ان کے جانوروں کی حفاظت کرتے تھے۔

وہاں سے کچھ عرصہ بعد آپؒ پہاڑ کے نیچے کے علاقہ نرائن گڑھ ضلع انبالہ موضع دبکوری آئے اور گاؤں سے باہر رہائش اختیار کی لوگوں کو فیض جاری کیا وہیں پر آپکا مقبرہ تھا جو 1947ء تک موجود تھا

حضرت جناب غلام قادر قدس سرہ العزیز حضرت سائیں گوہر علیؒ سے نسبت تھی۔ عرصہ دراز شیخ کامل کی خدمت میں گزارا اور اسی صدقہ صحبت سے شیخ کے رنگ میں رنگے گئے۔ اور فنافی الشیخ کا مقام حاصل کیا۔

کھیتی باڑی کرتے جاٹ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا گھر میڑاں میں سرہند، کورالی سے نزدیک ہی تھا۔

ہمیشہ بزرگوں کے عرس پر حاضری دیتے تھے۔ مانک پور میں اکثر آنا جانا تھا۔ خود اکثر محویت میں رہتے تھے۔ بہت سے کام ان کے خلیفہ جناب قدرت اللہؒ کیا کرتے تھے۔

آپؒ کے حلقہ ارادت میں غیر مسلم بھی تھے۔ جن میں پنڈت کرتارا پولیس کانسٹیبل بھی تھا۔ اور لال خاں صاحب بھی ابتداء میں آپؒ کے حلقہ ارادت میں تھے آگرچہ علاقہ میں آپؒ کے اور بھی بہت سے مرید تھے جو کاملین میں سے تھے۔ آپؒ 1349ھ بمطابق 1928ء جیٹھ مہینے میں واصل بحق ہوئے۔ آپؒ کا مقبرہ موضع میڑاں میں 1947ء تک موجود تھا۔ بعد ازاں حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمدؒ صاحب نے اس کی مرمت کرائی۔ اگرچہ اس جگہ تقسیم ہند کے بعد سکھوں نے قبضہ کرلیا تھا اور مسجد بھی رہائش گاہ بنالی گئی تھی حضرت جناب غلام قادرؒ کے خاندان کے لوگ پاکستان نقل مکانی کرتے ہوئے آرہے تھے کہ ان کے لڑکے کورالی کے قریب شہید کردیئے گئے تھے۔ بقیہ لوگ پاکستان آکر گوجرانوالہ آباد ہوئے۔

سراج السالکین حضرت قدرت اللہ صاحب چشتی صابری قدس سرہ العزیز

حضرت غلام قادر چشتی صابریؒ کے فیض یافتہ صوفی باصفا مکتب لدنی کے اسرار و رموز کے واقف۔ حضرت قدرت اللہ چشتی صابریؒ مانک

پور شریف کے نزدیکی گاؤں خضر آباد کے رہنے والے تھے اوائل عمر میں ہی علاقہ کے اولیاء اللہ کے مزارات پر اور حیات اولیائے کاملین سے ملاقات کا شوق تھا ماسکپور میں عرس کے موقع پر حضرت غلام قادرؒ سے ملاقات ہوئی اور سلسلہ میں داخل ہوئے اور ایک عرصہ دراز تک ساتھ رہے خدمت خاص میں چھ سات سال رہے۔ ایک مکمل صوفی کے لیے قال ، حال ، ساز ، سوز ، سر پر مکمل عبور چاہیے اور یہ باتیں حضرت میاں قدرت اللہؒ میں موجود تھیں اور علاقہ کے دوسرے درویش ان معاملات میں آپؒ سے راہ پوچھتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ آپؒ فنا فی اللہ کے مقام پر تھے۔ آپؒ سماع بہت ذوق سے سنتے تھے۔ جامیؒ ، حافظؒ ، میراں بھیکھؒ ، شاہ خاموشؒ اور دیگر بزرگوں کے کلام سنتے تھے مریدین کی تربیت محفل سماع کے بعد زبانی گفتگو فرماتے تھے۔ 1947ء میں آپ انبالہ شہر سے ہجرت کر کے گوجر خان (راولپنڈی) آگئے حضرت کے دیگر مریدین پاکستان میں مختلف مقامات پر آگئے۔ یہاں آکر حضرت کو مختلف شہروں کے سالانہ دورے کرنے پڑے چنانچہ ملتان اوکاڑہ ، لاہور ، راولپنڈی میں سلسلہ کی ترویج ہوئی اور اوکاڑہ میں مرکز بنانے کی اجازت دی چنانچہ 22 مئی 1956ء محلہ غازی آباد چوک دیپالپور اوکاڑہ میں آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی بنیاد رکھی گئی اور 1959ء میں مدرسہ چشتیہ صابریہ کی بنیاد رکھی گئی جو حضرت میاں قدرت اللہ چشتی صابریؒ کے فیض کا سر چشمہ ہے اور پھر اس کی نگرانی حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابریؒ نے کی اور

یہ مدرسہ ترقی کرتا گیا۔ حضرت نے 25/26 دسمبر 1961ء کی درمیانی رات مطابق 18 رجب 1381ھ وصال فرمایا آپؒ کا مزار مبارک آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ اوکاڑہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپؒ کے چار خلفاء تھے۔

۱۔ صوفی منظور احمد صابریؒ

۲۔ بابا غلام حیدرؒ

۳۔ صوفی عزیز الدینؒ

۴۔ بابا غلام سرور ملتانیؒ

صوفی منظور احمد صابریؒ اور بابا غلام سرور ملتانیؒ کے سلسلہ سے منسلک لوگ موجود ہیں۔

منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابریؒ

نرائن گڑھ ضلع انبالہ کے صوفی منش جاٹ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ 1916ء میں پیدا ہوئے۔

اس زمانے میں تعلیم باقاعدہ سرکاری مدارس میں دی جانے لگی تھی۔ مذہبی تعلیم مساجد میں دی جاتی تھی۔ ابتدائی تعلیم نرائن گڑھ میں حاصل کی ٹیکنیکل تعلیم انبالہ میں حاصل کی۔ اسی دوران 1937ء کے لگ بھگ سراج السالکین حضرت میاں قدرت اللہؒ صاحب سے بیعت کر کے مکتب لدنی میں بھی داخلہ لیا۔ حضرت میاں قدرت اللہؒ صاحب کی نگاہ خاص کا اثر تھا کہ منظور سے منظور المشائخ ہوئے شیخ کامل، حضرت مخدوم

علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ اور نبی آخر الزماں ﷺ کا عشق کوٹ کوٹ سینہ میں بھر دیا گیا تھا ابتدائی طور پر محنت شاقہ اور شب بیداری کی عادت پڑی۔ تقسیم ہند سے قبل انبالہ چھاؤنی میں رہائش اور کاروبار تھا لکڑی اور دھات کا کام کرتے تھے وقت نکال کر درویشوں کی صحبت بھی اختیار کرتے محفل سماع اور علاقہ کے عرس میں بھی حاضریاں دیتے تھے انسانوں کے علاوہ جانوروں سے بھی محبت کرتے تھے۔

1947ء میں ہجرت کر کے ملتان آئے یہاں حضرت میاں قدرت اللہ صاحبؒ نے خلافت سے نوازا سلسلہ کی ابتداء ملتان سے کی رینالہ خورد اور اوکاڑہ میں رہائش اختیار کی وہاں سلسلہ کی خوب ترویج کی حق گوئی محنت پسندی عاشق خواجگانِ چشت کی عادت پائی تھی۔ اور اسی کی تعلیم دی۔ اوکاڑہ میں آپؒ کا بہت بڑا سلسلہ ہے آپ سے کم و بیش 32 خلفاء نے خلافت حاصل کی جو اپنے اپنے علاقوں میں خواجگان چشت کی تعلیم اپنے اپنے انداز میں پھیلا رہے ہیں۔

دو صفر 1416ھ بمطابق 1995ء کو ایک لمبی بیماری کے بعد آپریشن کی میز پر 78 سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔

آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ اوکاڑہ میں اپنے شیخ حضرت میاں قدرت اللہؒ کے پہلو میں جگہ پائی۔ مزار مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت بابا غلام سرور المعروف بابا ملتانی صابریؒ۔ سراج السالکین میاں قدرت اللہؒ صاحب سے تلقین بیعت کر کے فیض حاصل کیا ملتان کے

قریشی خاندان سے تعلق تھا آخری عمر میں خلافت پائی کچھ لوگ سلسلہ میں بھی داخل کئے مزار مبارک قبرستان زید شاہ سورج میانی میں ہے سالانہ عرس ہوتا ہے۔

قطب القطاب سید میراں بھیکھؒ کے سلسلہ سے ان کے خلفاء اور پھر بعد میں ان کے خلفاء تقریباً گزشتہ تین سو سال سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی شمع ہندوپاک میں روشن کر رہے ہیں۔ صرف سید محمد سالمؒ اور شاہ عنایت جیؒ کی شاخوں میں اس وقت لاہور، اوکاڑہ، ملتان، کامونکی، گوجرانوالہ، شکر گڑھ، فیصل آباد، سیالکوٹ، بھاو لنگر، بہاولپور، کراچی، سانگھڑ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں اور یہ کام اسی طرح تا قیامت پھیلتا رہے گا۔ ان میں اگرچہ دیگر آستانے بھی ہیں تاہم آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ چوک دیپالپور اوکاڑہ میں حضرت میاں قدرت اللہؒ چشتی اور منظور المشائخ حضرت صوفی منظور احمد صابریؒ، اور سید نوازش علی شاہؒ سید نادر علیؒ کے آستانے مشہور ہیں۔ جنہوں نے مذکورہ شہروں میں قطب الاقطاب سید میراں بھیکھؒ اور حضرت مخدوم علاؤالدین صابری کلیریؒ کے نام مبارک کی دھوم مچا رکھی ہے۔

حضرت عبدالغنی صاحب کے خلیفہ فیصل آباد میں کام کر رہے ہیں صوبہ سرحد میں حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابریؒ سے اجازت یافتہ اور حضرت محمد علی شاہؒ سے اجازت یافتہ خلفاء حضرت میراں بھیکھؒ کے

نام کو روشن کر رہے ہیں۔

حضرت میراں بھیکھؒ کے خاندان سے آج بھی کی طرح کام جاری ہے۔ جن میں حضرت ولی محمد شاہ صاحب المعروف چادر والی سرکارؒ مشہور ہیں اگرچہ خاندان کے دوسرے لوگ بھی روحانی میدان میں ہمت کے مطابق کام کر رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مندرجہ بالا مضمون زیادہ تر 'ثمرۃ الفواد' از شاہ لطف اللہ چشتی صابریؒ سے تیار کیا گیا ہے۔ مصنف موصوف حضرت سید میراں بھیکھؒ کے خلفاء سے ہیں۔ ان کے علاوہ۔

2۔ انوار العارفین۔ گیان لہر۔ گیان پرکاش، مورکھ سمجھاؤنی سے بھی اقتباس کیا گیا ہے۔

درویشوں سے سینہ بسینہ آنے والی معلومات بھی درج کی گئی ہیں۔ تمام خوبیاں حضرت سید میراں بھیکھؒ اور خواجگان چشت اہل بہشت کے لیے ہیں اس میں نادانستہ بھول اور لغزش اس فقیر کی منسوب کی جائے۔ قارئین مجھے اس کی تحریری اطلاع بمعہ حوالہ دیکر شکریہ کا موقع بخشیں تاکہ آئندہ اصلاح ہو جائے۔

قرآن مجید کا قلمی نسخہ

چودھویں صدی کے نصف میں تیار شدہ یہ نادر نسخہ جو فنِ خطاطی کا دلکش نمونہ ہے اس کا ترجمہ و تفسیر فارسی زبان میں ہے جسے سجادہ نشین راؤ بہادر صاحبؒ کو نواب مالیر کوٹلہ نے بطورِ تحفہ پیش کیا۔ جو بعد ازاں تبرکات میں شامل ہوا۔

ندوۃ الاصفیاء ملتان

تصوف کے موضوع پر سابقہ ادوار کی کتب یا تحریری مخطوطے جن سے زبان یا تحریر کی وجہ سے فائدہ حاصل کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے موجودہ نوجوانوں کے معیار کے مطابق ترجمہ کر کے شائع کرتا ہے۔

۱۔ نطق السالکین ۲۔ حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابرؒ

۳۔ قطب الاقطاب حضرت میراں بھیکھؒ اسی سلسلہ کی کڑی ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔

۱۔ اردو ترجمہ تحفہ مرسلہ شریف۔

۲۔ اردو ترجمہ ثمرۃ الفواد۔ ۳۔ گیان لہر۔

۴۔ گیان پرکاش ۵۔ مورکھ سمجھاؤنی

آئندہ پروگرام میں شامل ہیں جو عنقریب اشاعت پذیر ہونگی۔

شعبہ اشاعت

ندوۃ الاصفیاء ملتان